اخبار احمدیہ

لاہور ۲۱ ماہ تبلیغ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ آج بارہ بجے دوپہر کے قریب ربوہ سے بذریعہ کار تشریف لائے۔ حضور کی طبیعت گلے میں تکلیف کی وجہ سے تا حال ناساز ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

— محترم نواب محمد عبداللہ خان صاحب کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

پاکستان پارلیمنٹ میں نئے سال کا بجٹ ۱۳ مارچ کو پیش ہوگا

کراچی ۲۱ فروری۔ پاکستان پارلیمنٹ میں نئے سال کا بجٹ ۱۳ مارچ کو پیش ہوگا۔ گزشتہ سالوں میں بجٹ فروری کی آخری تاریخ کو پیش ہوتا رہا ہے۔ لیکن چونکہ امسال مشرقی بنگال کی اسمبلی میں بجٹ اسی تاریخ کو پیش ہو رہا ہے۔ اس لئے مرکز میں بجٹ پیش ہونے کی تاریخ ۱۳ مارچ تک بڑھا دی گئی ہے۔ تا مشرقی بنگال اسمبلی کے وہ ممبران جو مجلس دستور ساز کے بھی رکن ہیں دونوں بجٹوں پر بحث میں شرکت اختیار کر سکیں۔

پاکستانی بنولوں کی مانگ میں اضافہ

کراچی ۲۱ فروری۔ ہندوستان کے ساتھ تجارت بند ہو جانے کے بعد سے باہر کی منڈیوں میں پاکستان کے بنولوں کی مانگ بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں حکومت پاکستان نے بیرونی منڈیوں کے مطالبات [illegible] دس ہزار ٹن بنولوں کی برآمد کے لئے ایک معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ علاوہ ازیں مزید خریدار بھی میدان میں آ رہے ہیں۔ ادھر حکومت نے بنولوں کی درجہ بندی کی سکیم پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے تا بنولوں میں تیل کی مقدار زیادہ ہونے کا معیار قائم رہے۔

دفتر روزگار کی کارگزاری

لاہور ۲۱ فروری۔ پاکستان کے ۲۳ دفاتر میں دسمبر ۱۹۴۹ء میں ۱۵۵۴۹ اشخاص کا نام درج رجسٹر کیا گیا۔ ان میں ۵۸۹۵ مہاجر ۳۶۲۹ سابق فوجی ۷۹ ناکارہ سابق فوجی اور ۴۸۸ مستورات شامل تھیں۔ مذکورہ اشخاص میں سے ۱۹۲۴ سابق فوجیوں تین ناکارہ اشخاص اور ۳۰ مستورات کو ملازمت دلائی گئی۔ اس مہینہ کے دوران میں ۲۸ تربیتی مراکز نے کام جاری رکھا۔ ان تربیتی مراکز میں سے سات ایسے مراکز تھے۔ جہاں تربیت کے ساتھ ساتھ اشیاء بھی تیار کی جاتی رہیں۔ ٹیکنیکل سنٹروں میں تربیت پانے والوں کی تعداد ۱۴۱۸ اور ووکیشنل سنٹروں میں ۹۸۹ یعنی ہر دو مراکز میں تربیت پانے والوں کی تعداد ۲۴۰۷ تھی۔ اور اس کے برعکس ماہ نومبر میں ۲۳۳۹ اور اکتوبر میں ۲۲۷۶ تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا ہے۔

مسٹر اسمٰعیل چندریگر نے گورنر سرحد کی حیثیت سے اپنے نئے عہدے کا چارج لے لیا

پشاور ۲۱ فروری۔ آج تیسرے پہر مسٹر اسمٰعیل چندریگر نے گورنر صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں کے لئے گورنر جنرل کے ایجنٹ کی حیثیت سے اپنے نئے عہدہ کا حلف اٹھایا۔ اس موقعہ پر آپ کو سلامی دینے کے لئے ۲۱ توپیں داغی گئیں اور پاکستانی فوج کے ایک دستہ نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ آج صبح آپ بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے پشاور پہنچے۔ تو ہوائی اڈے پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ہوائی اڈے سے گورنمنٹ ہاؤس تک سڑک کے دونوں طرف لوگ قطار باندھے کھڑے تھے۔ اور نئے گورنر کی آمد کی خوشی میں قومی نعرے بلند کر رہے تھے۔

ہز ایکسیلنسی اسمٰعیل چندریگر نے آج شام ریڈیو پاکستان پشاور سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے فرمایا کہ افغان حکومت کا مفاد اسی میں ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان پھر دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ افغانستان کی حکومت ان لوگوں کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے۔ جو دونوں ممالک کے دشمن ہیں۔ آپ نے کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ کشمیری عوام کے لئے سرحدی لوگوں کے دلوں میں ہمدردی کے جو جذبات موجزن ہیں۔ میں ان سے بخوبی واقف ہوں۔ حکومت پاکستان انتہائی کوشش کر رہی ہے کہ آزاد غیر جانبدار رائے شماری کے ذریعہ وہاں کے عوام کو جلد یہ موقعہ ملے۔ کہ وہ اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کر سکیں۔

— کلکتہ ۲۱ فروری۔ ہندوستان کے سوشلسٹ لیڈر مسٹر شرت چندر بوس کل رات حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے آپکی عمر ۶۰ سال تھی۔

طلباء کی خدمات

ڈھاکہ ۲۱ فروری۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے قریباً ۲۰۰ طلباء نے مہاجرین کے امدادی کیمپوں میں کام کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ جو مہاجرین کی از سر نو آبادکاری کے لئے اب قائم کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں شہر میں امن قائم رکھنے کے لئے ایک کمیٹی بھی بنائی گئی ہے۔

مجلس دستور ساز کے نئے رکن

ڈھاکہ ۲۱ فروری۔ مسٹر محمد علی سفیر کینیڈا کی جگہ معظم حسین لال میاں مشرقی بنگال اسمبلی کے نمائندے کی حیثیت سے مجلس دستور ساز کے رکن منتخب ہو گئے ہیں۔

قومی ترقی کے مسائل میں اعداد و شمار کی اہمیت کسی صورت میں نظر انداز نہیں کی جا سکتی

اعداد و شمار کی پہلی کانفرنس سے قبل مقامی اخبار نویسوں سے ڈاکٹر ضیاء الدین کا خطاب

لاہور ۲۱ فروری۔ پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ اعداد و شمار کے صدر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نے آج ایک پریس کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اعداد و شمار کی پہلی آل پاکستان کانفرنس منعقد کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ مصدقہ اور قابل اعتماد اعداد و شمار کی اہمیت کی طرف حکومت اور عوام کو توجہ دلائی جائے۔ تا قومی ترقی کی جملہ مساعی میں اعداد و شمار کے سائنسی طریقوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔

اعداد و شمار اور اس کے جدید طریقوں کی اہمیت واضح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ قومی ترقی کے لئے سب سے مقدم چیز یہ ہے۔ کہ اپنے وسائل ضروریات اور استعدادوں کا محاسبہ کیا جائے۔ کیونکہ ان کے صحیح تجزیہ کے بعد ہی ترقی و تعمیر کا ایسا پروگرام مرتب کیا جا سکتا ہے۔ کہ جس میں ضیاع کا کم سے کم امکان ہو۔ اعداد و شمار سے بے نیاز ہو کر جو قدم بھی اٹھایا جائے گا۔ اس میں ناکامی کا خدشہ لاحق رہے گا اور ہو سکتا ہے کہ ایسے اقدام کے نتیجہ میں بالآخر کسی مہیب قسم کے نقصان سے دوچار ہونا پڑے۔ اعداد و شمار کا ماہر ایک ڈاکٹر کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کا کام جملہ قومی مسائل کے متعلق حقائق اور اعداد و شمار کی روشنی میں صحیح مشورہ دینا اور خطرات سے آگاہ کرنا ہے۔ آپ نے تقریر کے دوران میں اس بات پر بہت زور دیا کہ ہماری مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں بھی زراعت، صنعت اور دیگر محکمہ جات کی طرح اعداد و شمار کے علیحدہ محکمے ہونے چاہئیں۔ جو حکومت کو ترقی اور فلاح و بہبود کی جملہ سکیموں کے متعلق مفید مشورہ دے کر انہیں حقیقی معنوں میں قابل عمل بنا سکیں۔

یاد رہے اعداد و شمار کی پہلی پاکستان کانفرنس وزیر تعلیم و تجارت آنریبل مسٹر فضل الرحمٰن کی صدارت میں ۲۴ فروری سے یہاں شروع ہو رہی ہے۔ گورنر پنجاب کے مشیر آنریبل شیخ صادق حسن گیارہ بجے صبح یونیورسٹی ہال میں اس کا افتتاح فرمائیں گے۔ کانفرنس تین دن تک جاری رہے گی۔ جس میں پاکستان کے مختلف علاقوں سے ایک سو کے قریب نمائندے شرکت کر رہے ہیں۔

آسام سے ۴۰ ہزار مسلمانوں کا اخراج

ڈھاکہ ۲۱ فروری ایک اطلاع کے مطابق آسام میں اس مہینے کی ۱۳ اور ۱۴ تاریخ کو علی الترتیب کریم گنج اور بدرپور میں شدید فرقہ وارانہ فسادات ہوئے چنانچہ مسلمانوں کے قتل عام کی بناء پر اب تک وہاں سے ۴۰ ہزار سے زیادہ مسلمان ہجرت کر کے مشرقی بنگال آ چکے ہیں۔ مشرقی بنگال کی اسمبلی کے رکن مسٹر عبداللطیف نے ان کی فوری امداد کے لئے اپیل کی ہے۔

روزنامہ —— الفضل —— لاہور

۲۲ فروری ۱۹۵۰ء

کیا اُجیت بھی پاکستان کا دوست ہے؟

پچھلے دنوں بعض پاکستانی اخبارات نے ایک فرضی ٹریکٹ کی بناء پر جو مخالفین نے امام جماعت احمدیہ کی ایک تقریر کو محرف ومبدل کر کے شائع کیا اور دھوکہ دینے کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ ظاہر کیا۔ احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز مقالے لکھے۔ جسپر ہم نے حذف شدہ حصہ کو شائع کر کے اس سازش کی تمام قلعی کھول دی۔

اب امرتسر کے اخبار "اجیت" نے بھی اس کے متعلق پاکستانی اخبارات کی پھیلائی ہوئی افترا کو حاشیہ چڑھا کر بیان کیا ہے۔ ہم اس کا کچھ حصہ روزنامہ زمیندار ۲۲ فروری ۱۹۵۰ء سے درج ذیل کرتے ہیں۔

"ان اخبارات کی تان لے دے کے سر ظفر اللہ پر ہی آکر ٹوٹتی ہے لیکن حکومت پاکستان ہے کہ ابھی تک چپ ہے قادیانیوں کے اس فعل کے خلاف وہ ہندوستان کو تو کوئی پروٹسٹ نوٹ بھیجنے سے تو رہی اور سر ظفر اللہ سے وہ پوچھنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ کہ میاں آپ کے مونہہ میں کے دانت ہیں۔ اس نے چپ رہنا ہی قرین مصلحت سمجھ رکھا ہے ہندو مہاسبھا کے اعلان پر تڑپ اٹھنے والی حکومت کی قادیانیوں کے متعلق یہ چپ معنی خیز ہی معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال ہم سننا چاہتے ہیں کہ حکومت پاکستان اپنے اخبارات کے شور وشر اکے جواب میں کیا کہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں احراریوں کے اخبار آزاد کو کوئی وجہ بنا کر وارننگ دے دی جائے۔ اور اس طرح دوسرے اخبارات کو بھی متنبہ کر دیا جائے۔ کہ تمہاری مخالفت کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اور اس طرح اخبارات کا مونہہ بند کر دیا جائے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی بیان کسی قادیانی کی طرف سے شائع کروا دیا جائے۔ کہ یہ بیان پاکستان کے قیام سے پہلے کا ہے۔ اس طرح معاملے کو رفع دفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن حقیقت حقیقت ہی ہے اسے جھٹلایا جا سکتا ہے تو کس طرح؟"

اجیت کا یہ تبصرہ پاکستان کے خیرخواہوں کی آنکھیں کھول دیگا۔ اور پاکستان کے ان اخباروں کو بھی محسوس ہو جائے گا۔ کہ وہ احراریوں کی ہر بات پر "آمنّا وصدّقنا" کہہ کر کتنا خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔ آخر سوچنے والی بات ہے۔ کہ اجیت کو احراریوں کی اتنی فکر کیوں ہے؟ اور وہ ان کی طرفداری میں حکومت پاکستان پر بھی اس رنگ میں جرح کیوں کرتا ہے؟ پھر وہ احمدیوں اور خاصکر ظفر اللہ خان پر کیوں چوٹیں کرتا ہے۔ احمدیت کی مخالفت میں احراری اور اجیت کیوں ہمنوا ہیں؟ کیا اجیت بھی پاکستان کا دوست ہے؟ اس کا جواب ان پاکستانی اخباروں کے ذمہ ہے جو احراریوں کی سر میں سر ملا رہے ہیں۔

امتی نبی

گزشتہ سے پیوستہ (۱۹ فروری)

اب دیکھئے کہ مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ میں امتی بھی ہوں۔ یعنی میں امتی نبی ہوں نہ کہ صرف نبی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

"اس کا (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں۔"

(الوصیت صفحہ ۱۱)

یہاں تک تو دونوں اعتقادات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف فرق واقعاتی ہے۔ یعنی ایک گروہ تو یہ مانتا ہے۔ کہ وہ امتی نبی جس کا وعدہ ہے وہ ابھی نہیں آیا۔ اور احمدی کہتے ہیں کہ وہ آگیا ہے۔ ہم نے اس کو پہچان لیا ہے۔

اب ہم آخر میں صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ایک اسرائیلی امتی نبی کے آنے سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ تو ایک ایسے امتی نبی کے آنے سے تو بدرجہ اولےٰ وہ نہیں ٹوٹ سکتی۔ جو یہ کہتا ہو کہ میری نبوت صرف خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ہے۔ میں امتی پہلے ہوں اور نبی بعد میں۔ لیکن بنی اسرائیلی مسیح تو نبی پہلے ہوگا اور امتی بعد میں ہوگا۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا تھا کہ خاتم النبیین تو کہو مگر لا نبی بعدہ مت کہو تو آپ کا یہی مطلب تھا۔ کہ جو مسیح امت محمدیہ میں آخر زمانہ میں آنے والا ہے وہ نبی تو ہوگا مگر صرف نبی نہیں ہوگا بلکہ امتی بھی ہوگا۔ اور اسکے آنے سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹتی

ہم اسکی عقلی وجہ عرض کرتے ہیں معاصر آزاد نے رضا شاہ پہلوی کی مثال دی ہے۔ ہم نے عرض کیا تھا کہ یہ مثال غلط ہے اور ابن مریم علیہ السلام کی آمد ثانی پر چسپاں نہیں ہوتی۔ رضا شاہ پہلوی پاکستان میں آکر پاکستان کی حکومت کو نہیں چلائیں گے۔ وہ تو محض سیر کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ وہ پاکستان کے قانون کو دوسرے ملک پر غالب کرنے کے لئے نہیں آ رہے۔ کیا وہ ایران پر پاکستان کو غالب فرمائیں گے؟ نہیں لیکن ابن مریم جو آئیں گے وہ تو اسلام کو عیسائیت پر غالب کریں گے صلیب کو توڑیں گے۔ خنازیر کو ہلاک کریں گے۔ اور سب عیسائیوں کو مسلمان بنائیں گے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا جوا سب کی گردنوں میں ڈالیں گے۔ لیکن رضا شاہ تو ایسا کرنے کے لئے نہیں آئے گا۔ کہ وہ ایران کی گردن میں پاکستان کا جوا ڈال دے۔

کون پاکستانی ہے جو ان کو ایسی پوزیشن دینے کے لئے تیار ہے۔ کہ وہ رہیں تو ایران کے بادشاہ اور حکومت چلائیں پاکستان پر۔ ایسا بادشاہ جو پاکستان کو سارے جہان پر غالب کر سکتا ہے وہی ہو سکتا ہے۔ جو پہلے پاکستان کا شہری ہو اور پھر پاکستان کا بادشاہ بھی بن جائے البتہ ایسا بادشاہ تو ضرور پاکستان کو دنیا پر بھی غالب کر سکے گا۔

اسی طرح وہ نبی جو محض اس لئے نبی بنایا جائے گا کہ وہ خاتم النبیین کا امتی اور اس کا نہایت فرمانبردار غلام ہے۔ وہ تو بدرجہ اولےٰ خاتم النبیین کی مہر کو قائم رکھنے والا ہوگا۔ جس طرح خواجہ ناظم الدین کو محض قائد اعظم کا فرمانبردار ہونے کی وجہ سے پاکستان کا گورنر جنرل بنایا گیا ہے۔ قائد اعظم کی فرمانبرداری نے اسکو بادشاہ بنا دیا۔ لیکن اگر شاہ ایران یہاں آکر کہے کہ میں بادشاہ ہوں تو کون مانے گا سب کہیں گے ہم تمہارے کو بادشاہ بناتے ہیں۔ جو قائد اعظم کا فرمانبردار پہلے رہ چکا ہے۔ ایران کے بادشاہ کا کیا پتہ ہے وہ پاکستان میں ایران کو مدغم کرے یا اسکو ایران کا ایک صوبہ بنا لے۔

تحریک جدید —— اور —— خدام الاحمدیہ

جملہ احمدی نوجوانوں کو اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ امسال دفتر دوم تحریک جدید کے وعدوں کی مقدار کو پانچ لاکھ روپیہ تک پہنچانے کا کام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے خدام الاحمدیہ کے سپرد فرمایا ہے۔ حضور کی تحریک پر ۵ فروری ۱۹۵۰ء کو پاکستان میں سب جگہ جلسے بھی ہوئے ہیں۔ خدام کی طرف سے ایسی اطلاعات آ رہی ہیں کہ انہوں نے وعدے حاصل کئے ہیں۔ مگر ابھی تک بہت سی مجالس اور جماعتوں کی طرف سے وعدوں کی فہرست نہیں پہنچی۔ وعدوں کی آخری تاریخ ۲۸ فروری ۱۹۵۰ء ہے۔

خدام کو اس اہم فرض کی ادائیگی کی طرف پوری اور فوری توجہ دینی چاہیئے۔ خدام الاحمدیہ کا قیام بھی اس غرض کیلئے کیا گیا تھا کہ جماعتی کام نوجوانوں کے ذریعہ کم سے کم وقت میں مکمل ہو جائیں۔

پس حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس خواہش کو پورا کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ جن مجالس کی طرف سے اور جہاں مجالس نہیں وہاں کے نوجوانوں کی طرف سے اگر ابھی تک وعدوں کی فہرست حضور کی خدمت میں نہیں بھیجی گئی تو جلد تر بھجوانی ضروری ہے تا دفتر تحریک جدید اپنی آمد کے مطابق اپنے خرچ کا بجٹ تیار کرے۔

جملہ احمدی نوجوان اس طرف فوری توجہ فرمائیں اور جلد از جلد اپنے وعدے حضور کی خدمت میں براہ راست یا دفتر وکیل المال تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں۔ ۲۸ فروری کے بعد کوئی وعدہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

پس جلدی کریں اور منظم طور پر اس نہایت ہی اہم جماعتی کام کو سرانجام دیں اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

خطبہ جمعہ

واقفین تحریک جدید اور کارکنان سلسلہ احمدیہ سے خطاب

اپنے اندر اعلےٰ کردار اور بلند اخلاق پیدا کرو کہ صرف یہی چیز ہمیں کامیاب کر سکتی ہے

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۴۹ء بمقام ربوہ

مرتبہ ۔ مولوی سلطان احمد صاحب واقف زندگی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج میں

واقفین تحریک جدید اور کارکنان سلسلہ احمدیہ

کے متعلق خواہ وہ آنریری ہوں یا گزارہ خوار ہوں۔ بعض ضروری امور بیان کرنا چاہتا ہوں تحریک جدید کو چاہیئے کہ وہ فوراً اس خطبہ کو شائع ہونے کے بعد رجسٹرڈ کر کے ہر مبلّغ کو خواہ وہ ملک کے اندر کام کر رہا ہے یا ملک سے باہر کام کر رہا ہے۔ بھجوا دے اور مدارس میں وہ طلباء جنہوں نے زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں یا جو مبلغ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کو بھی اکٹھا کر کے یہ خطبہ سنا دیا جائے اور اس بات پر کفایت نہ کی جائے کہ انہوں نے یہ خطبہ خود سن لیا ہے۔ قرآن کریم سے یہ بات ظاہر ہے اور میں نے جماعت کو اس کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے کہ اصل طاقت انسان میں اس کے

اخلاق فاضلہ

سے پیدا ہوتی ہے۔ اخلاق فاضلہ سے میری مراد اس جگہ پر ہندوستانی اخلاق نہیں یعنی کسی سے نرمی اور ملاطفت سے پیش آنا۔ یہ چیز بھی بیشک اخلاق فاضلہ میں ہی داخل ہے۔ لیکن یہ اخلاق فاضلہ کے نہایت ہی محدود معنے ہیں۔ اخلاق فاضلہ کے معنے درحقیقت ان اعلیٰ افعال کے ہوتے ہیں جو ہر قسم کے انسانی اعمال کا محرک بنتے ہیں۔ اور جب تمام انسانی اعمال اعلیٰ درجہ کے خیال اور اعلیٰ درجہ کے اصول کے تابع ہو جائیں۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ شریعت کے مطابق ہو جائیں۔ تو وہ ملک کے لئے مفید ہوتے ہیں۔

خُلق کے معنے

جہاں یہ ہیں کہ انسان کسی دوسرے سے نرمی کا برتاؤ کرے وہاں خلق کے معنوں میں یہ چیز بھی داخل ہے۔ کہ وہ موقعہ پر بہادری دلیری اور جرأت سے کام لے۔ خلق کے معنے جہاں مناسب موقعہ پر اپنے جذبات کو ابھارنے کے ہوتے ہیں۔ وہاں خلق کے معنے یہ بھی ہیں کہ وہ اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لے۔ اور نظم کی پابندی اختیار کرے۔ یہ ساری باتیں اخلاق میں داخل ہیں۔ جہاں خلق کے معنے نرمی کے ہیں۔ وہاں خلق کے معنے یہ بھی ہیں کہ موقعہ پر وہ جرأت اور دلیری سے دشمن کا مقابلہ کرے اور اس کو زیر کرے۔ جہاں خلق کے معنے

غربت اور تکلیف

کو برداشت کرنے کے ہیں۔ وہاں خلق کے معنے یہ بھی ہیں کہ وہ مال آنے پر اس کا صحیح استعمال کرے اور خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کی رضامندی کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ درحقیقت اعلیٰ اخلاق کے بغیر کوئی قوم طاقت حاصل نہیں کر سکتی۔ بعض قومیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کو اپنے اعداد پر بھروسہ ہوتا ہے بعض قوموں کو استعداد پر بھروسہ ہوتا ہے بعض قوموں کو اپنے مال اور دولت پر بھروسہ ہوتا ہے لیکن الٰہی سلسلے ابتداء میں ان سب باتوں سے محروم ہوتے ہیں۔ نہ ان کے پاس حکومت ہوتی ہے نہ ان کے پاس مال و دولت ہوتی ہے نہ ان کے پاس دنیاوی سامان ہوتے ہیں نہ ان میں دنیاوی استعدادیں ہوتی ہیں۔ اور نہ ان کے اعداد زیادہ ہوتے ہیں۔ تعداد میں وہ کم ہوتے ہیں۔ دنیوی سامانوں میں وہ کم ہوتے ہیں۔ مال ان کے پاس تھوڑے ہوتے ہیں۔ حکومت انہیں حاصل نہیں ہوتی پھر وہ

کیا چیز ہے

جس کے ذریعہ انہیں امید ہوتی ہے کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے اور دنیا کو فتح کر لیں گے۔ ظاہر ہے کہ وہ چیز صرف الٰہی فضل ہے۔ مگر فضل الٰہی کو جذب کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ فضل الٰہی اعمال صالحہ سے جذب کیا جاتا ہے اور اعمال صالحہ کا نام ہی اخلاق فاضلہ ہے پس وہ ایک ہی چیز جو الٰہی سلسلوں کی فتح کا موجب ہوا کرتی ہے۔ یہی اعلیٰ کردار اور بلند اخلاق ہیں۔ اگر ان کی طرف سے ہماری توجہ ہٹ جائے۔ اگر اساتذہ یہ مدنظر نہ رکھیں کہ تعلیم میں سب سے زیادہ اہمیت اخلاق فاضلہ کو حاصل ہے۔ تو جو پود پیدا ہو گی۔ وہ سلسلہ کے لئے زیادہ مفید نہیں ہو گی۔ میں کچھ عرصہ سے دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے مبلغین میں وہ اخلاق فاضلہ نظر نہیں آتے جو ان میں ہونے چاہئیں جہاں جہاں ہمارے ایک سے زیادہ مبلغ ہیں وہاں سے متواتر رپورٹیں آ رہی ہیں کہ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور ماتحت مبلغ اپنے افسر مبلغین کی اطاعت نہیں کرتے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے۔ کہ وہاں ہماری تبلیغ رک جاتی ہے اور وہاں کی جماعت پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ یہ لوگ سلسلہ کا روپیہ لے کر وہاں بیٹھے ہوئے پارٹی بازی کر رہے ہیں۔ بھلا یہ کونسے فخر کی بات ہے کہ کوئی کہے۔ کہ اگر میں وقف میں نہ آتا۔ تو میں دو اڑھائی سو روپیہ ماہوار کما سکتا تھا۔ اور یہاں مثلاً ۶۰۔۷۰ روپے ملتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ ۶۰۔۷۰ روپے حرام کھانے جائز ہیں۔ فرض کرو۔ ایک شخص وقف میں نہ آتا۔ تو وہ دو اڑھائی سو روپیہ ماہوار کما سکتا تھا۔ وہ اتنی آمد چھوڑ کر وقف میں آیا اور اخلاق فاضلہ نہ دکھائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کا اس کے بدترین دشمنوں سے بھی زیادہ دشمن ہے۔ کیونکہ بدترین سے بدترین دشمن بھی اپنا نقصان کر کے خدا تعالےٰ کی دشمنی نہیں کرتا۔ مگر یہ شخص اپنا نقصان کر کے بھی خدا تعالیٰ کی دشمنی کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی دشمنی میں انتہا درجہ کا بڑھا ہوا ہے۔

پہلے یہ بات

افریقہ میں

شروع ہوئی۔ پھر ملایا میں۔ پھر انڈونیشیا سے ایسی اطلاعات موصول ہونی شروع ہوئیں اب انگلینڈ سے بھی ایسی رپورٹیں آ رہی ہیں جن سے شقاق اور لڑائی جھگڑے کی بو آتی ہے افریقہ کے ایک مبلّغ کو میں نے واپس بلا لیا ہے اور دفتر والوں کو ہدایت دی ہے۔ کہ اس سے آئندہ تبلیغ کا کام نہ لیا جائے۔ بلکہ دفتر میں کلرک کا کام لیا جائے۔ گو ابھی مجھے اطلاع نہیں ملی۔ کہ آیا میرے اس حکم پر عمل کیا گیا ہے یا نہیں۔ بلکہ مجھے شبہ ہے کہ اس کو ٹلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن بہر حال خواہ اس کے ہمدرد اور دوست اس پر کتنا ہی پردہ ڈالنے کی کوشش کریں۔ وہ اس پر پردہ نہیں ڈال سکیں گے۔ انڈونیشیا سے بھی ایسی

اطلاع آئی ہے

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جونیئر مبلغ سینئر مبلغین کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے ہیں اور وہ لوگوں کو ان کے خلاف اُبھارتے ہیں۔ اب انگلینڈ سے یہ اطلاع آئی ہے۔ کہ افسر نے اپنے ماتحت کو کوئی حکم دیا۔ مگر اس نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور کہا یہ ظالمانہ حکم ہے۔ میں اسے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ حالانکہ وہ حکم صرف یہی تھا کہ ہمارے سلسلہ کے پرانے کارکن مفتی محمد صادق صاحب کو کوئی مضمون چاہیئے تھا۔ جس رسالہ میں وہ چھپا تھا۔ اس کا حاصل کرنا مشکل تھا انہوں نے انگلینڈ کے مبلغ انچارج کو لکھا۔ کہ اس کی نقل مجھے بھجوا دی جائے۔ یا یہ لکھا۔ کہ اس کی نقل فلاں آدمی کو جو زیر تبلیغ ہے۔ بھجوا دی جائے۔ اس نے اپنے ماتحت مبلغ کو کہا کہ اس مضمون کی ایک

نقل ٹائپ

کر دے۔ لیکن اس نے کہا۔ یہ ظالمانہ حکم ہے۔ میں اسے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ میرے نزدیک ایسے لوگ سلسلہ کے پکے دشمن ہیں۔ خواہ وہ اپنی زندگیاں وقف کریں۔ یا اپنا کوئی اور نام رکھ لیں۔ بھلا اس سے زیادہ

جہالت کی بات

اور کیا ہو گی۔ کہ کوئی شخص نظم میں فرق کرے۔ دنیا میں کتنی حکومتیں چل رہی ہیں ان میں کسی ماتحت افسر کو یہ جرأت

نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے اعلیٰ افسر کا حکم ماننے سے انکار کر دے۔ لیکن ہمارے مبلغین اپنے افسروں کا حکم نہیں مانتے۔ اور ان کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو ان کے خلاف ابھارتے ہیں۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جوتیاں نہیں مار سکتا۔ دنیوی افسر جوتیاں مار سکتے ہیں۔ اور چونکہ یہ لوگ جوتیاں مار سکتے ہیں۔ اس لئے ان کے سامنے سر جھک جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ چونکہ جوتیاں نہیں مارتا۔ اس لئے لوگ بے ایمان ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی گرفت کو نہیں پہچانتے۔ میں

مرکزی کارکنوں کو

بھی نصیحت کروں گا۔ کہ اس کی ایک حد تک ذمہ داری ان پر بھی ہے۔ ان میں سے بعض ذاتی تعلقات کو سلسلہ کے مفاد پر ترجیح دے دیتے ہیں۔ کسی کا کوئی رشتہ دار یا دوست آ گیا۔ اور اس نے کوئی بات کہہ دی۔ تو اس کا کام کر دیا۔ میں ایسے لوگوں کو بھی خواہ وہ افسر ہوں یا ماتحت یہ کہوں گا۔ کہ یہ سلسلہ خدا کا ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ اگر میں مر جاؤں گا۔ تو خدا تعالیٰ مجھ سے بہتر آدمی کھڑا کرے گا۔ جو اس کو چلائے گا۔ جب تک آسمان کا فیصلہ زمین پر صادر نہیں ہوتا۔ یہ سلسلہ کمزور نہیں ہو سکتا۔ پس یہ لوگ یہ خیال نہ کر لیں۔ کہ چلو اس خلیفہ کو ٹرخا تے جاؤ۔ دوسرے سے ہم نپٹ جائیں گے۔ یہ یاد رکھو۔ کہ جو حالات خلافت اولیٰ میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ یہاں پیدا نہیں ہوں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں تو بادشاہت فوراً مل گئی تھی۔ لیکن ہمیں نہیں ملی۔ مگر وہاں تنظیم بگڑ گئی تھی۔ یہاں تنظیم نہیں بگڑے گی۔ بعض لوگ استنباط کر کر کے مجھے لکھتے ہیں۔ کہ تیسرے یا چوتھے خلیفہ کے وقت یوں ہو گیا تھا۔

میں ان سے پوچھتا ہوں

کہ جو اُس وقت وہاں ہوا تھا۔ یہاں ہوا ہے؟ وہ تو بادشاہ ہو گئے تھے۔ لیکن مجھے تو ابھی بادشاہت نظر نہیں آتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو فرق تھا۔ وہ فرق یہاں بھی نظر آئے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مسیح علیہ السلام کے مثیل ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جلد ہی تنظیم بگڑ گئی تھی۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بھی تنظیم بگڑ گئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی خلافت اب بھی چل رہی ہے۔ خواہ اب پہلی صورت نہیں رہی۔ لیکن پوپ اب بھی چل رہا ہے۔ اس لئے تمہیں یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت جلد یا بدیر ختم ہو جائے گی۔ اور تم من مانی کارروائیاں کر سکو گے۔

تمہارے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا۔ جو مسیح علیہ السلام کی جماعت کے ساتھ کیا گیا تھا۔ یہ درست ہے کہ یہاں باغی عناصر موجود ہیں۔ لیکن تمہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ باغی عناصر حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں بھی موجود تھے۔ مگر کیا انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام یا آپ کی جماعت کو کوئی نقصان پہنچایا۔ اسی طرح ان لوگوں کا اس قسم کی امید رکھنا احمقانہ بات ہوگی۔ اور ان کی خواہشات ان کی اپنی تعبیر کے مطابق کبھی بھی پوری نہیں ہوں گی۔ لیکن ساتھ ہی میں افسروں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

دینداری اور تقویٰ اختیار کریں

اور اپنے ماتحتوں میں نظم پیدا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اور ساتھ ہی میں انہیں اس طرف بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ماتحتوں سے محبت سے پیش آئیں۔ بے شک وہ شخص منافق ہے۔ جو کسی بھی اشتعال پر نظم کو توڑتا ہے۔ بے شک وہ مردود ہے۔ جو کسی بھی اشتعال پر نظم کو توڑتا ہے۔ اگر اشتعال انتہا درجہ کا بھی ہو۔ تب بھی اسے یہ حق حاصل نہیں۔ کہ وہ نظم کو توڑے۔ ہاں بعد میں وہ اپیل کر سکتا ہے۔ اور اپنی بات افسران بالا تک پہنچا سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ نظم کو توڑتا ہے۔ تو اسی وقت جماعت سے نکل جاتا ہے۔ وہ احمدی نہیں رہتا۔ جب تک کہ وہ توبہ کر کے احمدیت میں دوبارہ داخل نہ ہو۔ لیکن وہ افسر جو ایسے سامان پیدا کر دیتے ہیں۔ کہ دوسرا شخص مرتد ہو جائے۔ وہ بھی کم سزا کے مستحق نہیں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے کہا ہے۔ افسوس ہے۔ اس شخص پر جس کی وجہ سے دوسرا آدمی ٹھوکر کھاتا ہے۔ اور

حقیقت یہی ہے

کہ ایسا آدمی جس کی وجہ سے دوسرا آدمی مرتد ہو جائے۔ حالانکہ وہ اس طریق سے جائز طور پر بچ سکتا تھا۔ کم سزا کا مستحق نہیں ہمارے اخلاق دوسروں سے بالا ہونے چاہئیں۔ ابھی جب میں لاہور گیا۔ تو ایک غیر ملکی کا مجھے پیغام ملا۔ کہ وہ مجھے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں چائے پر بلا لیا۔ جب وہ مجھے ملنے آئے۔ تو ان کے ساتھ ان کا ایک اور دوست بھی تھا۔ جو ان سے درجہ میں کم تھا۔ میں دروازہ میں کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اسی شخص نے جو آگے تھا۔ دوسرے شخص کو اشارہ کیا۔ کہ آپ آگے بڑھیں۔ لیکن پھر پچھلے شخص کا ہاتھ مجھے نظر آیا۔ جس سے میں نے سمجھا۔ کہ پچھلے شخص نے اگلے شخص سے کہا ہے۔ کہ نہیں۔ آپ ہی آگے جائیں۔ ان کے اسی طریق کار سے میں یہی سمجھا۔ کہ وہ شخص بڑا ہے۔ اور یہ ماتحت ہے۔ جب وہ چائے کے میز کے قریب پہنچے۔ تو جیسے یہ قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ بڑا آدمی میزبان کے قریب بیٹھتا ہے۔ اور چھوٹا کرسی پر بیٹھتا ہے۔ اگلے آدمی نے پچھلے کو آگے بڑھنے کے لئے کہا۔ مگر اس نے اشارہ کیا۔ کہ آپ ہی بیٹھ جائیں۔ اور وہ آگے آ کر میرے پاس بیٹھ گیا۔

مجھے یہ معلوم تھا

کہ میرے پاس بیٹھنے والا شخص بھی دوسرے شخص سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ میں اُس سے پہلے مل چکا تھا۔ میں اتنا سمجھتا تھا۔ کہ یہ بھی اس کے کام میں شریک ہے اور ایک بڑا ہے اور ایک چھوٹا۔ مگر دوسرے شخص کو آگے کرنے کی وجہ سے میں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ دوسرا کام میں بڑا درجہ رکھتا ہے اور وہ جسے میں جانتا ہوں۔ چھوٹا۔ خیر باتیں ہوتی رہیں۔ بعد میں میں نے ایک دوست سے جو ان کا واقف تھا۔ پوچھا کہ کیا جو نیا آدمی تھا وہ بڑے درجہ کا تھا۔ اور میرا واقف چھوٹے درجہ کا تو اس نے کہا کہ نہیں جو نیا آدمی ہے۔ وہ تو پرانے سے بہت چھوٹا ہے۔ میں نے کہا پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ جب وہ مجھے ملنے کے لئے آیا۔ تو بڑے نے چھوٹے کو آگے بڑھنے کے لئے کہا۔ اس پر مجھے جواب ملا۔ کہ مغربی لوگوں میں یہ رواج ہے۔ کہ اپنے سے چھوٹوں میں وقار نفس پیدا کرنے کے لئے ان کی بہت عزت کرتے ہیں۔ یہ طریق نہایت اچھا ہے۔ اور افسروں کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے ماتحتوں کا ادب اور احترام کریں۔ اور ان سے اس رنگ میں سلوک کریں۔ کہ انہیں احساس ہو۔ کہ ان کا افسر ان کا اعزاز کرنا چاہتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہمارے جو تعلیمی ادارے ہیں۔ ان کی اصلاح کی بھی ضرورت ہے۔

ہمارے تعلیمی ادارے

اخلاق کی طرف بہت کم توجہ دے رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے دینیات کی تعلیم کا بھی ستیاناس ہو رہا ہے۔ اور اخلاق بھی ستیاناس ہو رہے ہیں۔ انہی اداروں سے مبلغ بن کر آتے ہیں ہاں کالج اور ہائی سکول کی حالت بہتر ہے۔ اور یہ افسوسناک امر ہے۔ کہ دینداری کی تعلیم دینے والے ادارے بے دین ثابت ہو رہے ہیں۔ لیکن جو دینداری کی تعلیم دینے والے ادارے نہیں ان کی حالت بہتر ہے۔ میں ان لوگوں کو واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر وہ سلسلہ احمدیہ میں رہنا چاہتے ہیں۔ اور اس کا مفید وجود بننا چاہتے ہیں۔ تو وہ اپنی بھی اصلاح کریں۔ اور تلامذہ کے اخلاق کو بھی درست کریں۔ ورنہ میری نظر میں ان کی علمیت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اگر وہ سلسلہ کے لئے مفید وجود ثابت نہ ہوں۔ تو ان کی میری نظر میں کوئی قدر نہیں۔ ایسے آدمی جو اخلاق میں گرے ہوتے ہیں۔ انہیں اسی طرح باہر پھینک دیا جائے گا۔ جس طرح دودھ سے مکھی کو نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔

افسوس کی یہ بات ہے

کہ وہ مبلغ جن کا یہ کام ہے۔ کہ وہ دوسروں میں نظام کی روح پیدا کریں۔ وہ جہاں جاتے ہیں لڑنے لگ جاتے ہیں۔ مولوی کیا ہوا ایک کتا ہوا۔ کہ جہاں جاتا ہے۔ لوگوں کو کاٹتا پھرتا ہے۔ آخر وجہ کیا ہے۔ کہ دوسری قوموں میں بھی نظم پایا جاتا ہے۔ لیکن تم میں نظم نہیں پایا جاتا۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اساتذہ یہ باتیں تلامذہ کے کانوں میں نہیں ڈالتے۔ وہ صرف فَعَلَ فَعَلَا۔ فَعَلُوا کی گردانیں رٹواتے ہیں۔ عمل کی طرف توجہ نہیں دلاتے۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں۔ صرف و نحو کی گردانیں بنائی ہی اس لئے گئیں۔ کہ وہ عمل کی طرف توجہ دلائیں۔ فَعَلَ کے معنے کام کرنے کے ہوتے ہیں۔ بنانے والوں نے تو فَعَلَ کی گردانیں بنائیں۔ لیکن پڑھنے والوں نے عمل ہی چھوڑ دیا۔ اساتذہ کو نہ عمل کی طرف توجہ ہے۔ نہ اخلاق کی طرف توجہ ہے۔ نہ انہیں اس ذمہ داری کا احساس ہے۔ جو سلسلہ کی طرف سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ لہذا نہ انہیں یہ روح تلامذہ میں پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ماتحت کو اپنے

افسر کا حکم ماننا ہی پڑے گا

خواہ وہ کتنی ہی ذلت اور رسوائی والا حکم ہو۔ اسے کام سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ چاہے اسے موت ہی آ جائے۔ ہاں بعد میں وہ اپیل کر سکتا ہے اور اس افسر کے خلاف بھی کارروائی ہو سکتی ہے۔ لیکن پہلے اسے حکم ماننا ہوگا۔ بعد میں اپیل ہوگی۔ پھر افسر کے خلاف باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ اور لوگوں میں اس کے خلاف پراپیگنڈا نہیں کرنا چاہیئے۔ جو ایسا کرتا ہے۔ ایک جاہل بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ روپیہ ضائع کرتا ہے۔ یہی جھگڑا جو انگلستان پر ہوا ہے۔ بتاتا ہے۔ کہ اس شخص میں پہلے سے منافقت پائی جاتی تھی۔ چنانچہ ایک یورپین مرتد نے ایک جگہ کہا۔ کہ انگلستان کے سب مبلغوں میں سے وہ شخص یعنی (یہ منافقت کا مرتکب) سب سے اچھا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مرتد کے کان بھرنے والوں میں سے یہ شخص بھی تھا۔ اور اپنے افسر کے خلاف اسے ابھارتا تھا۔ اس لئے وہ خوش تھا۔ کہ یہ میری تائید کر رہا ہے۔ اگر یہ نہیں تو

وجہ کیا ہے

کہ ایک منافق ایک مومن کی تعریف کرتا ہے۔ سیدھی بات ہے۔ کہ جو منافق رسول کریم صلی اللہ پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تعریف نہیں کرے گا۔ اگر وہ کسی ایسے شخص کی جو بظاہر مومن کہلاتا ہے۔ تعریف کرتا ہے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اس میں بھی

منافقت کی روح

پائی جاتی ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک یہودی ایک مسلمان کے خلاف مقدمہ لے کر آیا۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ مسلمان باہر نکلا اور اس نے یہودی سے کہا۔

کہ چونکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اچھی طرح بات نہیں کر سکا۔ اس لئے چلو حضرت عمر رضی اللہ سے فیصلہ کرائیں۔ یہودی چونکہ تھوڑے تھے۔ اس لئے اُس نے سمجھا کہ فائدہ اگر میں نہ مانا۔ تو اپنا حق حاصل نہ کر سکوں۔ اُس نے یہ بات مان لی وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے۔ اور کہا کہ ہم آپ سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانا چاہتے ہیں۔ بات میں تفصیل کا بھی پتہ چل جاتا ہے۔ اُس یہودی نے باتوں باتوں میں کہا کہ میں نے یوں کہا۔ اُس نے یوں کہا۔ اور

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے یوں کہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اس کا کیا مطلب ہے اُس نے کہا۔ ہم پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لے گئے تھے۔ اور آپ نے میرے حق میں فیصلہ فرما دیا تھا۔ حضرت عمرؓ اندر گئے۔ اور تلوار لے آئے اور اُس سے اس مسلمان کی گردن اُڑا دی اور فرمایا جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہیں۔ اور مجھ سے فیصلہ کرانا چاہتا ہے۔ وہ مجھے منافق بنانا چاہتا ہے۔ پس جو اعلیٰ کارکنوں پر معترض ہے۔ اور کسی دوسرے کارکن کی تعریف کرتا ہے۔ تمہیں فوراً سمجھ جانا چاہیئے کہ اس میں بھی منافقت کی کوئی رگ پائی جاتی ہے یہ مغربی مرتد کہتا ہے۔ کہ انگلینڈ میں سب بُرے تھے صرف فلاں شخص اچھا تھا۔ اور یہ شخص وہ ہے جس نے نظم کو توڑا اور افسر کی بات ماننے سے انکار کیا۔ پس معلوم ہو گیا۔ کہ یہ شخص پہلے سے منافق تھا۔ اور منافق اس سے خوش تھے۔ میں تم پر

واضح کر دینا چاہتا ہوں

کہ تم اپنے تئیں تباہ کر رہے ہو۔ اور جب تم اپنے تئیں تباہ کر رہے ہو تو یہ میرے بس کی بات نہیں کہ میں تمہیں بچا سکوں۔ اور نہ ہی خدا تعالیٰ تمہیں بچا سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے پہلے سے یہ فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ کر لے۔ میں اُسے نہیں بچاؤں گا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تم اگر خدا تعالیٰ کی جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہو۔ یا نجات کا دروازہ اپنے اوپر بند کرنا چاہتے ہو۔ تو میں تمہارا ذمہ وار نہیں۔ اور نہ ہی خدا تعالیٰ تمہیں بچا سکتا ہے۔ پس اساتذہ کا یہ طریق درست نہیں کہ وہ تلامذہ کے اخلاق کو درست کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتے۔ ورنہ یہ نہ ہوتا۔ کہ مولوی جہاں جاتے۔ فساد کرتے جو ایسا کرتے ہیں احمدیت سے اُن کا دور کا تعلق بھی نہیں۔ ایسے شخص لعنتی ہیں سچے ڈر ہے کہ ان کی اولادیں بھی لعنتی ہونگی۔ کیونکہ مولویت کا تخم انہیں خدائی لعنت سے بچا نہیں سکتی۔ تیرہ سو سال کے بعد خدا تعالیٰ نے دنیا میں دوبارہ نور کو قائم کیا ہے۔ تیرہ سو سال کے بعد خدا تعالیٰ نے

اسلام کی عظمت کے دوبارہ سامان

پیدا کئے ہیں۔ تیرہ سو سال کے بعد تم لوگ ایسے تھے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اس نور کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تم میں سے ایک مولوی ایسا کرتا ہے تو اوّل درجہ کا بے ایمان ہے۔ تمہارا یہ فرض ہے کہ تم ایسے آدمیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھو۔ اور انہیں منہ نہ لگاؤ۔ تم میں سے ہر شخص یہ سمجھ لے۔ کہ یہ کالی بھیڑ ہے۔ یہ بھیڑیا ہے۔ یہ ایک داغ ہے۔ جو جماعت کے ماتھے پر لگا ہوا ہے۔ تم اُسے اگر نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہو اور اُسے منہ نہیں لگاتے تو سمجھ لو دو۲ میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ یا تو وہ اپنی اصلاح کر لے گا۔ اور ہمیں اس بات سے خوشی ہوگی۔ کہ ہمارا ایک بھاگا ہوا بھائی ہمیں دوبارہ آ ملا یا پھر وہ بھاگ جائیگا۔ اور اگر وہ بھاگ جائیگا تو خدا تعالیٰ ہمیں ایک لعنت سے بچا لیگا۔ شاید آپ لوگوں میں سے کوئی شخص کہے۔ کہ اگر کوئی بے ایمان ہے۔ تو اس میں

جماعت کی ذمہ داری

کیا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اس میں جماعت کی ذمہ داری یہ ہے۔ کہ وہ اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھے اور منہ نہ لگائے۔ جب کوئی شخص بے ایمان ہوگا۔ تو تمہارے ان جذبات کی وجہ سے یا تو وہ اپنی اصلاح کر لے گا۔ اور یا جماعت سے اپنا رشتہ توڑ لے گا۔ چوہڑوں کو ہی دیکھ لو جب وہ کسی کا مقاطعہ کرتے ہیں۔ تو وہ سیدھا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ قوم کا فرد ہوتا ہے۔ اور جب اُس کی قوم اُس کا حقہ پانی بند کر دے تو فی الواقعہ اُس کا حقہ پانی بند ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگرچہ تم تھوڑے ہو۔ لیکن اگر منافقوں کو معلوم ہو جائے کہ تم ایسا کرو گے تو وہ فوراً سیدھے ہو جائیں گے۔ یا تم کو چھوڑ دیں گے قطع نظر اس کے کہ اس میں کسی افسر کی غلطی ہے۔

سوال یہ ہے

کہ کیا اُس نے فرمانبرداری کی۔ افسر کا حکم ظالمانہ ہی سہی۔ مگر کیا اُس نے وہ حکم مانا۔ اس نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے تمہارا فرض ہے۔ کہ خواہ کوئی شخص تمہارا کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔ جب وہ نافرمانی کرے اور اُسے سزا ملے یا اُس کے خلاف کوئی اور تادیبی کاروائی کی جائے۔ تو یہ بحث نہ کرو کہ ایسا کیوں ہوا اگر تم میں یہ روح پیدا ہو جائے گی۔ تو منافقین فوراً اپنی اصلاح کر لیں گے۔ یا جماعت کو چھوڑ کر ایک طرف ہو جائیں گے۔ اگر چوہڑے ایسا کر سکتے ہیں۔ تو تم ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔ احمدی چوہڑوں سے تو گئے گزرے نہیں یہ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن ان میں اتنا جذبہ نہیں پایا جاتا۔ جتنا چوہڑوں میں پایا جاتا ہے۔ اگر یہ جذبہ بالکل ہی نہ پایا جاتا۔ تو اتنے عظیم الشان کام ہوتے کیسے۔ جو اس جماعت نے کئے ہیں۔ مگر ابھی اور شدید جذبہ کی ضرورت ہے۔ تمہیں

یاد رکھنا چاہیئے

کہ جب ہم قادیان میں تھے۔ تو منافق فوراً ظاہر ہو جاتا تھا۔ اور خلیفہ کے علم میں آجاتا تھا۔ لیکن اب تم ہر جگہ پھیل چکے ہو۔ اب اگر کوئی منافقت کرتا ہے تو تمہیں اُس وقت اُس کی منافقت کا پتہ لگے گا۔ جب سینکڑوں ہزاروں آدمی تباہ ہو جائیں گے۔ افریقہ کی جماعت کو لے لو۔ وہ مبلغوں کے سامنے چوں چرا نہیں کرتے تھے۔ مبلغ ہر طرح اُن سے سلسلہ کا کام لے رہے تھے۔ لیکن جب اپنے ہی مبلغ نے یہ کہا۔ کہ ہمارا امام ایسا ہے تو اُن کے لفظ تھے کہ اگر تم پنجابی ہی آپس میں جھگڑتے ہو۔ تو تم ہماری اصلاح کس طرح کر سکتے ہو۔ یہ معمولی بات نہیں۔ یہاں کوئی فتنہ ہو۔ تو اس کا دبانا آسان ہے۔ لیکن جب باہر کسی ملک میں فتنہ پھیل جائے۔ تو اس کا دبانا ہمارے بس کی بات نہیں رہتی۔ یہ بات نہیں کہ ہم ایسے فتنوں کے دبانے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اکثر جگہوں پر ہم کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن بعض جگہوں پر جماعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ پس یہ بہت احتیاط والی بات ہے۔ یہ بہت

ڈر اور خوف والی بات

ہے۔ تم اپنے اندر ایسا جذبۂ ایمان پیدا کرو۔ کہ جو شخص نظم کو توڑتا ہے۔ تم اُسے منہ نہ لگاؤ۔ وہ تمہارا دشمن ہے۔ اگر تمہارا یہ جذبہ انتہاء کو پہنچ جائے۔ تو ممکن نہیں کہ یہ لوگ اپنی خرابی کو دور کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ جذبہ صحابہ میں کتنا شاندار تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک پر تشریف لے گئے۔ تین مخلص آدمی پیچھے رہ گئے۔ وہ بے ایمان نہیں تھے۔ بلکہ کسی وجہ سے اُن سے یہ غلطی سرزد ہو گئی اس وقت ایک جو تھے صحابی رضؓ بھی تھے۔ جو پیچھے رہ گئے۔ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر کسی کام پر بھیجا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل چکے تھے۔ وہ گھر آئے۔ کئی دن گھر سے باہر رہنے کی وجہ سے انہیں قدرتاً یہ خیال آیا کہ میں اپنی بیوی کو پیار کروں۔ وہ ہنستے ہنستے اندر گئے۔ اور اپنی بیوی کو پیار کرنا چاہا۔ لیکن اُس نے اُنہیں دھکا دیکر پیچھے کر دیا۔ اور کہا۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔

خدا کا رسول

لڑنے کے لئے گیا ہے۔ اور تمہیں بیوی سے پیار سوجھ رہا ہے۔ دیکھو ان میں اسلام کی کتنی غیرت تھی شاید آج کل کی عورت اس بات پر ناراض ہو جائے کہ اُس کے خاوند نے اُس سے پیار کیوں نہیں کیا۔ لیکن وہ صحابیہ اس بات پر ناراض ہو گئیں کہ اُن کے خاوند نے اُن سے کیوں پیار کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔ صرف اتنی بات تھی۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ تبوک پر تشریف لے جانے کے بعد گھر پہنچے تھے۔ لیکن بیوی کی منشا یہ تھی۔ کہ وہ وہیں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل جاتے اور گھر آتے ہی نہ۔ اس بات کا یہ نتیجہ تھا کہ ان میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی کہ دنیا ان سے خوف کھانے لگی۔ ایک دفعہ ایک جنگ کے موقعہ پر جب صحابہؓ میں آپس میں شکر رنجی ہو گئی۔ تو عبد اللہ بن ابی بن سلول نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور چاہا کہ مسلمانوں میں آگ سلگا دے۔ اُس نے کہا۔ کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا۔ کہ ان مہاجرین کو سر نہ چڑھاؤ۔ تم نے انہیں سر چڑھایا۔ تو ذلت دیکھنی پڑی۔ اب بھی کوئی بات نہیں مدینہ جا لینے دو وہاں جا کر سب سے معزز شخص یعنی میں سب سے ذلیل شخص یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ من ذالک) مدینہ سے نکال دے گا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ بات پہنچی۔ آپ نے انصارؓ کو اکٹھا کر کے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے.......... انصارؓ نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ

عبد اللہ بن ابی بن سلول

نے یہ بات کہی ہے۔ جو سزا آپ فرمائیں۔ ہم اُسے دینے کو تیار ہیں۔ بعض نے کہا۔ اگر آپ اجازت دیں۔ تو ہم اُسے قتل کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ اُسے قتل کروں۔ عبد اللہ کا بیٹا لڑکا آپ کے پاس آیا۔ یہاں تو دور کی بھی رشتہ داری ہوتی ہے۔ تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ظلم ہوا مگر وہاں اُس کا اپنا لڑکا آیا اور اُس نے کہا۔ یا رسول اللہؐ میں نے سنا ہے کہ میرے باپ نے ایسی بات کہی ہے۔ یا رسول اللہ ایسے شخص کی سزا سوائے قتل کے اور کوئی نہیں۔ اُسے قتل کی ہی سزا دینی چاہیئے۔ مگر یا رسول اللہؐ ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے۔ وہ یہ کہ ممکن ہے۔ کہ آپ کسی صحابیؓ کو حکم دیں۔ کہ وہ میرے باپ کو مار دے اور کسی وقت مجھ میں کمزوری آجائے۔ اور میں کہوں کہ چونکہ اس شخص نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ اس لئے میں اُسے قتل کر دوں۔

یا رسول اللہ

اس چیز سے بچنے کے لئے میری تجویز ہے کہ آپ مجھے ہی حکم دیں کہ میں اپنے باپ کو قتل کر دوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم ایسا کوئی اقدام کرنے کے لئے تیار نہیں۔ صحابہؓ کی نظروں میں یہ بات ختم ہو گئی۔ کہ اس رحیم ترین انسان نے اس ظالم ترین منافق کو معاف کر دیا۔ مگر بیٹے کے لئے یہ بات ختم نہ ہوئی۔ اُس کے دل میں غصہ تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق میرے باپ نے یہ لفظ کہے تھے کہ مدینہ پہنچ لینے دو وہاں پہنچ کر سب سے معزز شخص یعنی میں سب سے ذلیل شخص یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ من ذالک) مدینہ سے باہر نکال دے گا۔ لشکر واپس آرہا تھا۔ جس وقت مدینہ کی دیواریں نظر آئیں۔ عبد اللہ کے بیٹے نے تلوار نکالی۔ اور گلی کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔ میرا باپ مدینہ آگیا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جس کے متعلق تم نے یہ الفاظ کہے تھے۔ کہ میں وہاں پہنچ کر سب سے ذلیل شخص یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ من ذالک) مدینہ سے باہر نکال دوں گا۔ خدا کی قسم میں آج تمہیں گلی میں گھسنے نہیں دوں گا۔ جب تک تم میرے سامنے یہ اقرار نہ کرو۔ کہ میں سب سے زیادہ ذلیل شخص ہوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے زیادہ معزز

ہیں اور جب تک عبداللہ نے یہ اعلان نہیں کیا اس کے بیٹے نے اسے شہر میں گھسنے نہیں دیا۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ اس قسم کے جذبات کے مقابلہ میں بھلا منافقت پنپ سکتی ہے۔ ہاں اگر تم ان جذبات کو چھوڑ دو گے تو منافقت ہر جگہ پہنچے گی اور تمہاری جڑوں میں تیل ڈالے گی۔ پس میں مولویوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاق درست کریں۔ ورنہ مولویت انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ ان سے وہی سلوک کیا جائے گا جو منافقوں سے کیا جاتا ہے۔ اور میں کالجوں اور سکولوں کے افسروں اور اساتذہ سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاق میں تبدیلی پیدا کریں۔ ورنہ جو مبلغ برا نمونہ دکھائے گا میں انہی کو ذمہ دار ٹھہراؤں گا۔ اور میں جماعتوں کو بھی

توجہ دلاتا ہوں

کہ آپ کی قربانیوں اور ایثار نے خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچا۔ اور جماعت جو ایک کونپل کی طرح تھی اسے ایک درخت کی طرح بنا دیا۔ کونپل پر کسی جانور کا پاؤں آجائے۔ تو وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ اور درختوں میں بھی اگر کیڑا لگ جائے۔ تو انہیں کسی کام کا نہیں چھوڑتا۔ وہ سوکھ جاتے ہیں۔ تم کسی جانور کے پاؤں سے مسلے جانے کی حالت سے تو نکل چکے ہو۔ لیکن کیڑے کی آفت سے ابھی دور نہیں ہوئے۔ اس سے بچنے کا طریق یہی رہا ہے۔ کہ تم منافقت کو منہ نہ لگاؤ۔ بے شک منافق کو یہ بات بری لگے گی۔ اور وہ کہے گا۔ کہ دیکھو یہ سختی پر اتر آئے ہیں۔ لیکن جب تک میری زندگی قائم ہے۔ میں تو انہیں سوراخوں سے نکال نکال کر باہر پھینک دوں گا۔ کیونکہ میں نے نہ خلافت چاہی تھی اور نہ خلافت کا بھوکا تھا۔ اگر تم سب مجھے چھوڑ دو گے تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں۔ مجھے تو ایک چیز کی ہی بھوک تھی۔ بھوک ہے اور رہے گی کہ خدا تعالیٰ مجھ سے کوئی خدمت لے لے۔ اگر جماعت اس میں روک بنے گی تو مجھے اس بات میں خوشی ہو گی کہ وہ مجھے چھوڑ دے۔ میرے ساتھ چاہے ایک ہی آدمی رہ جائے۔ مجھے کچھ خوف نہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک سے ہی ہم پھر کروڑوں بن جائیں گے

منافقین یہ نہ سمجھیں

کہ وہ مجھے کوئی نقصان پہنچا لیں گے۔ بہتیروں نے یہ کوشش کی اور وہ ناکام رہے۔ اب یہ بھی ناکام ہوں گے۔ جس کو خدا تعالیٰ کی پناہ ہو اس کو کسی کا کیا ڈر۔ میں تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوں اور اسی کا ہتھیار ہوں۔ مجھے نہ دشمن نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ اپنے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ میں ایک کام کے لئے کھڑا ہوں جب تک اس کام کا وہ حصہ جو میرے سپرد ہے ختم نہ ہو لے مجھے دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں [illegible] سکتی اور جب وہ وقت آئے گا کہ مجھے [illegible] سے جانا ہو گا تو مجھے وہاں جانا ناپسندیدہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ اگلے جہان میں اس جہان کے لوگوں کی نسبت میرے زیادہ پیارے لوگ بستے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء

۷-۸-۹ اپریل (جمعہ، ہفتہ، اتوار) کو منعقد ہو گی!

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت کا اجلاس ۷-۸-۹ شہادت ۱۳۲۹ھش مطابق ۷-۸-۹ اپریل ۱۹۵۰ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو گی۔ انشاء اللہ

جملہ جماعتہائے احمدیہ کو چاہیئے کہ اپنی اپنی جماعت کے نمائندگان کا انتخاب کر کے جلد دفتر ہذا کو مطلع کریں۔ (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ)

دفتر دوم میں شمولیت کیلئے ایک اور رعایت

جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر دوم میں شمولیت کیلئے چندہ کی شرح میں یہ رعایت فرمائی ہے کہ دفتر دوم کا سالانہ وعدہ ماہوار آمد کے پانچویں حصہ کے برابر کیا جا سکتا ہے۔

ایک مجلس کی درخواست پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اب مزید رعایت یہ فرمائی ہے کہ موجودہ سال کا وعدہ تو ماہوار آمد کے پانچویں حصہ کے برابر ہی کرنا ہو گا۔ لیکن نئے شامل ہونے والے دوست سابقہ سالوں کے وعدے کم سے کم پانچ روپے فی سال ادا کر کے حصہ لے سکتے ہیں۔

(نائب وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

تاریخ ہائے جلسہ سالانہ کی تبدیلی کے بارہ میں مشورہ طلب ہے،

احباب کو معلوم ہے کہ جلسہ سالانہ کی تاریخیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک سے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر چلی آتی ہیں۔ ان ایام میں کرسمس کی تعطیلات کی وجہ سے احباب کو شمولیت میں آسانی تھی۔ اب کرسمس کی رخصتیں ۲۴، ۲۵ دسمبر مقرر ہوتی ہیں۔ اور ۲۶ دسمبر کو قائداعظم کی ولادت کی رخصت ہو گی اس لئے دوستوں سے مشورہ مطلوب ہے کہ جلسہ سالانہ کیلئے کونسی تاریخیں مناسب اور موزوں ہوں گی۔ چونکہ اس معاملہ کو مجلس مشاورت میں پیش کرنا ہے۔ اس لئے جلد از جلد احباب اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ ربوہ)

جلسوں کا انعقاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال مندرجہ ذیل ایام تبلیغ و جلسہ ہائے تجویز کئے گئے ہیں۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ پوری تندہی سے ان تقریبات کو منائیں۔

(۱)	یوم التبلیغ	۲۶ مارچ	مطابق ۲۶ امان	بروز اتوار
(۲)	جلسہ پیشوایان مذاہب	۲۸ مئی	″ ۲۸ ہجرت	″ اتوار
(۳)	یوم التبلیغ	۲۴ ستمبر	″ ۲۴ تبوک	″ اتوار
(۴)	جلسہ سیرۃ النبی	۲۶ نومبر	″ ۲۶ نبوت	″ اتوار

(نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

درخواستہائے دعاء

(۱) برادر خواجہ بشیر احمد صاحب (ابن خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم) چار ماہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ خواجہ عبداللطیف ڈیرہ دون۔

(۲) برادرم مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب واقف زندگی محاسب صدر انجمن احمدیہ بیمار ہیں اور اس وقت سرگودھا ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

ناصر الدین احمدیہ سنڈیکیٹ ربوہ

(۳) میری چھوٹی ہمشیرہ اہلیہ مولوی سید احمد علی صاحب مبلغ سلسلہ چند یوم سے دردگردہ میں مبتلا ہیں۔ دوسرے میری بڑی لڑکی امینہ بانو بغرض اپریشن میو ہسپتال میں تین یوم سے داخل ہے احباب صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔ سید محمد سعید سلیم لاہور۔

(۴) میری لڑکی کا مورخہ ۱۸/۲/۵۰ کو اپریشن ہوا ہے۔ بہت تکلیف میں ہے۔ اس کے خاوند محترم مولوی محمد منور صاحب افریقہ میں مبلغ ہیں۔ عزیزہ کا اکلوتا شیرخوار بچہ بھی ماں کی بیماری کے باعث بے قرار ہے۔ احباب لڑکی اور اس کے بچے کے لئے دعا فرمائیں۔

محمد حیات خان احمدی محرر کورٹ آف وارڈس ملتان

دعائے مغفرت

خاکسار کی اہلیہ تھوڑا سا عرصہ بیمار رہ کر مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۵۰ء بروز جمعہ ۱۱ بجکر ۲۰ منٹ پر فوت ہو گئیں۔ مرحومہ کی عمر ۳۳ سال تھی۔ یہاں پر احمدی نماز جنازہ پڑھنے والے نہ تھے۔ اس لئے احباب سے درخواست ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔ اور مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

نذیر احمد ولد ماسٹر ولی محمد کوالالمپور۔ ملایا۔

اعلان

مندرجہ ذیل واقفین زندگی کے مقاطعہ کا اعلان اس غرض سے کیا جاتا ہے۔ تاکہ دوسرے واقفین کے لئے عبرت ہو اور احباب سے اُمید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس مقاطعہ کے اعلان پر مقاطعہ شدگان سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی تھیں۔ اور وقف کر لینے کے بعد کسی شخص کا اختیار نہیں رہتا۔ کہ وہ وقف کے مفہوم کے خلاف رویہ رکھے۔ مندرجہ ذیل واقفین نے بظاہر یہ اقرار کیا تھا۔ کہ ان کی زندگی دین وملت کی خدمت کے لئے وقف ہوگی مگر درحقیقت انہوں نے اپنی زندگیاں کسب دنیا کے لئے وقف کر دی ہوئی ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ اُن کو جب خدمتِ دین کے لئے بلایا گیا۔ تو انہوں نے آنے کا وعدہ کیا۔ مگر ایفائے وعدہ نہ کیا۔ اس طرح فریب دہی سے کام لیتے رہے۔ اس لئے ایسے شخص سے ہماری جماعت کا کوئی تعلق نہیں اور احباب کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے مقاطعہ سے دلی ناراضگی کا اظہار کریں۔ تا ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو۔ اس وقت عالم اسلامی جن مصائب میں سے گذر رہا ہے۔ وہ مخفی نہیں اور دنیا میں جو انہماک ہے۔ وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔ اس لئے ایسے دھوکہ دینے والے نوجوانوں کے خلاف یہ تعزیری کارروائی کی گئی ہے۔ تا آئندہ وقف کرنے والے سوچ سمجھ کر آگے بڑھیں اور اپنی زندگیاں اسلام کے لئے صدق نیت سے پیش کریں۔

(۱) میاں محمد نذیر صاحب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز گجرات

(۲) سید مبارک احمد صاحب ولد حکیم سید پیر احمد صاحب حال کلرک ڈی۔ سی آفس سیالکوٹ

(۳) محبوب الٰہی صاحب ولد میاں نذیر احمد صاحب حال سکول ٹیچر چک جھمرہ

(ناظر امور عامہ)

ولادت

ہمشیرہ سکینہ شکیل اہلیہ قاضی حبیب الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹ ماہ حال لڑکا عطا فرمایا ہے۔ مولود خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم ڈیرہ دونی کا نواسہ اور قاضی لعل دین صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ احباب نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار خواجہ عبد اللطیف ڈیرہ دونی)

زندگی وقف کرنا ”زندہ جماعت کی علامت ہے“

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے:۔ ”کہ ہر شخص اپنی جگہ سے کہ آگے آئے۔ اور کہے۔ کہ اے امیر المومنین! یہ خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین اور اس کے اسلام کے لئے حاضر ہے۔ جس دن سے تم یہ سمجھ لوگے۔ کہ تمہاری زندگیاں تمہاری نہیں بلکہ اسلام کے لئے ہیں۔ جس دن سے تم نے محض دل میں ہی یہ نہ سمجھ لیا۔ بلکہ عملاً اس کے مطابق کام بھی شروع کر دیا۔ اس دن تم کہہ سکو گے کہ تم زندہ جماعت ہو“ اگرچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں فدائیان احمدیت زندگی وقف کر کے دنیا کے کناروں تک بنصرت الٰہی پہنچ چکے ہیں۔ لیکن سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر جو نوجوان اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں۔ اور اس ذمہ داری کو نباہ سکتے ہیں وہ اپنے نام پیش کریں۔ خصوصاً بی۔ اے۔ مولوی فاضل۔ تجربہ کار میٹرک پاس کلرکوں اور اکاؤنٹنٹوں کی ضرورت ہے۔

(نائب وکیل الدیوان تحریک جدید)

ایک احمدی نوجوان کی امتیازی کامیابی

یہ خبر نہایت خوشی سے سنی جاوے گی۔ کہ عزیزم مکرم عبد السلام صاحب مہتہ ابن حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی سیکنڈ پاکستان اولمپکس جو اس سال ۲۴ و ۲۵، ۲۶ فروری کو لاہور میں ہو رہی ہیں۔ صوبہ سندھ و کراچی کی طرف سے منتخب ہو کر سائیکل دوڑوں میں حصہ لینے کے لئے آ رہے ہیں۔

اس سے قبل فرسٹ پاکستان اولمپکس ۱۹۴۸ء میں حصہ لینے کے لئے آپ مشرقی پاکستان کی طرف سے منتخب ہو کر آئے تھے۔ بنگال میں انہوں نے کئی ایک اعزازی انعامات حاصل کئے اور اس وقت آپ پاکستان کے ممتاز کھلاڑیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

احباب جماعت سے عزیز موصوف کی شاندار کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(بشیر احمد عفی عنہ امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ)

غیر منتخب شدہ واقفین جلد توجہ کریں!

اس وقت تجربہ کار میٹرک پاس واقفین کی ضرورت ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ایک خطبہ میں فرماتے ہیں ”جب ایک شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ وہ دین کیلئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ اس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہمیشہ واقف ہی سمجھے۔ وہ اس سے کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وقف تو ایک عہد ہے خدا اور بندے کے درمیان۔ اور کوئی قبول کرے نہ کرے یہ عہد ہرگز ٹوٹ نہیں سکتا۔ قبول نہ کئے جانے کی صورت میں اس کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ کثیر حصہ دینی خدمت میں گذارے۔ اور پھر اس تاک میں رہے۔ کہ کب دینی خدمت کے لئے آگے بڑھنے کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اور جب بھی ایسی آواز اس کے کان میں پڑے اس کو چاہیئے۔ کہ پھر اپنے آپ کو پیش کرے۔ اور کہے کہ میں واقف ہوں۔ پہلے فلاں وقت مجھے نہیں بلایا گیا تھا۔ اب میں پھر پیش کرتا ہوں“۔ اقتباسات خطبہ جمعہ یکم اکتوبر ۱۹۴۳ء

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں تمام ان تجربہ کار میٹرک پاس احباب کی خدمت میں جنہوں نے اپنی زندگیاں خدمت دین کیلئے وقف کی ہوئی ہیں۔ گذارش ہے کہ وہ اپنے موجودہ پتے دیگر کوائف سے دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں کیونکہ اس وقت ان کے مناسب حال کام ہیں۔ نیز وہ دوست بھی مخاطب ہیں جو پہلے بلائے گئے تھے۔ مگر منتخب نہیں ہوئے۔ اور وہ مخلص احباب بھی ہیں جن کے دل میں دینی خدمت کا شوق پایا جاتا ہے وہ بھی انشراح صدر سے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (نائب وکیل الدیوان تحریک جدید)

حضرت امیر المومنین امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کا وجود گرامی

اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے

یوم مصلح موعود کی تقریب پر جماعت احمدیہ لاہور کے جلسے میں تقاریر

(نامہ نگار خصوصی کے قلم سے)

لاہور ۲۰ فروری آج سات بجے شب تعلیم الاسلام کالج ہال میں جماعت احمدیہ لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت مکرم صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایم-اے (اوکسن) منعقد ہوا۔ جس میں اسلام اور احمدیت کی تائید میں اللہ تعالےٰ کے زندہ نشان یعنی پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت و اہمیت اور اس کے مختلف پہلوؤں کے پورا ہونے پر بصیرت افروز تقاریر ہوئیں۔ ہال سامعین سے پر تھا۔ تمام تقاریر نہایت دلچسپی سے سنی گئیں۔

تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم مولٰنا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے سابق مبلغ اسلام انگلستان نے اس پیشگوئی کی تاریخی حیثیت پر روشنی ڈالی۔ اور اس پس منظر کو واضح فرمایا جس میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی۔ عیسائیت اور دیگر مذاہب کی طرف سے اس زمانہ میں اسلام پر جو خطرناک حملے ہو رہے تھے اور ان کے بالمقابل مسلمان جس کسمپرسی کی حالت میں تھے۔ . . . اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ کسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے تن تنہا اسلام کی طرف سے ان حملوں کے مقابلہ میں کامیاب مدافعت فرمائی اور اس ضمن میں ہوشیارپور کے مقام پر متواتر چالیس روز تک اسلام کی تائید میں ایک زندہ نشان ظاہر ہونے کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں فرمائیں۔ آپ نے بتایا کہ انہی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک مسیحی نفس فرزند کی بشارت دی جو ہمارے درمیان زندہ موجود ہے۔ اور دنیا بھر میں اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کر رہا ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم مولوی عبدالغفور صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے مصلح موعود کے اوصاف اور اس کی پیدائش کی میعاد کی وضاحت فرمائی۔ اور پھر حضور کی وہ تحریرات پڑھ کر سنائیں جن میں آپ نے ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو ہی مصلح موعود قرار دیا ہے

صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے اور پروفیسر فیض الرحمٰن صاحب فیضی ایم۔ اے نے اپنی تقاریر میں پیشگوئی کے الفاظ "علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا" پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح حیرت انگیز رنگ میں یہ الفاظ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات گرامی میں پورے ہو رہے ہیں۔

پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد ایم۔ ایس سی نے حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ کے اولوالعزمانہ کارناموں کی تفصیل بیان کی اور بتایا کہ مشکلات و مصائب کے باوجود کس طرح آپ نے اپنے اس عہد کو پورا کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپ نے کیا تھا۔ اسی ضمن میں آپ نے معاندین سلسلہ کے اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں حضور [illegible] اولوالعزمی کا اعتراف کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف موگا نے پیشگوئی کے اس حصہ کی وضاحت کی جس میں بتایا گیا تھا کہ مصلح موعود اسلام کی عظمت اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرے گا اور بتایا کہ کسطرح عملاً حضور نے اسلام اور قرآن مجید کی عظمت ظاہر فرمائی۔

صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں پیشگوئی کے الفاظ "حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے حضرت امیر المومنین اسے کامیابی کے ساتھ پورا کر رہے ہیں ایک طرف آپ نے مسئلہ نبوت کے متعلق ان غلط اور خلاف اسلام خیالات کو دور کرنے کی طرف خاص توجہ دی جو روحانی طور پر مسلمانوں کو کمزور کر رہے تھے اور دوسری طرف دنیا کے تمام ممالک میں تبلیغ اسلام کا انتظام فرمایا بالآخر دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

ٹیلی ویژن پر آثار قدیمہ

لندن ۲۱ر فروری۔ جن لوگوں کے پاس ٹیلی ویژن کا سیٹ موجود ہے۔ وہ گھروں میں بیٹھے دنیا کے بہترین آثار قدیمہ دیکھ سکیں گے۔ اس کا بندوبست بی بی سی نے کیا ہے۔ جس نے برٹش میوزیم میں ایک ٹیلی ویژن کارنر قائم کر دیا ہے۔ جو ہر مہینے کچھ نہ کچھ آثار دکھایا کرے گا۔ پہلی مرتبہ ۳۰ر جنوری کو برطانیہ میں آرٹ کے ماہروں نے چند چیزیں منتخب کیں اور ان کی ٹیلی ویژن پر نمائش ہوئی۔ ان چیزوں میں مصری تمدن کے بعض بچے کھچے آثار۔ میگنا کارٹا کی نقل اور ایک قدیم گلدان شامل ہے۔

روسی اقتدار کے ماتحت مسلمانوں کی افسوسناک حالت

لندن ۲۱ فروری۔ کیتھولک رسالہ "ٹیبلٹ" اسلام کے مقابلہ میں اشتراکیت اور مشترکہ مسیحی مسلم محاذ کے متعلق مصری وزیر کے ورود قاہرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مغرب میں یہ عام خیال ہے کہ مارکسی مادہ پرستی کے اثرات سے مسلمان محفوظ رہیں گے۔ لیکن اس نے ان لاکھوں مسلمانوں کی قابل رحم حالت کی طرف توجہ دلائی ہے جو روسیوں کے زیر اقتدار ہیں۔

سوویٹ یونین میں دو کروڑ ۵۰ لاکھ البانیہ میں ۵ ۷ ہزار بلغاریہ میں ۸ لاکھ رومانیہ اور پولینڈ میں ۲۰ لاکھ ۱۳ ہزار مسلمان آباد ہیں۔ آج یہ سارے مسلمان اپنے ملکوں میں اس طرح محصور ہیں کہ بیرونی دنیا سے کسی قسم کے تعلق رکھنے کی انہیں اجازت نہیں ان کے مذہبی اداروں پر سخت پابندی ہے۔ اور اپنی حکومتوں کے قوانین کے ماتحت انہیں رہنا پڑتا ہے۔

"ٹیبلٹ" کا کہنا ہے کہ ان کے حکمرانوں نے دنیا کے دوسرے مسلمانوں اور ان کے درمیان جو خلیج قائم کر دی ہے۔ وہ ان موقعوں پر بہت واضح ہو جاتی ہے۔ نزاع فلسطین کے سلسلہ میں سارا عالم اسلام متحد ہو گیا تھا۔

"ٹیبلٹ" کا مزید کہنا ہے کہ "یہ بات اس وقت بہت واضح ہو گی۔ جبکہ افریقہ۔ چین لنکا۔ سیام جاوا، فلپائن اور عالم اسلام کے ہر گوشہ سے ہمدردی کے پیغامات عرب مجاہدین کے پاس آنے لگے۔ لیکن روس اور ماتحت ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کو لب کشائی کی اجازت نہ ملی بلکہ بعض موقعوں پر انہیں اپنے ان جنگ آزما بھائیوں سے کوئی تعلق نہ رکھنے کا اظہار کرنا پڑا۔" (اسٹار)

جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی پوزیشن

لندن۔ ۲۱ فروری۔ یہاں کے مبصرین جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی پوزیشن کے مسئلہ کو بہت اہمیت دے رہے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ دولت مشترکہ کے دوسرے حصوں میں رہنے والے ہندوستانیوں کے متعلق وسیع تر مسائل پر اس کا کافی اثر پڑے گا۔

برمنگھم پوسٹ" نے کل کی اشاعت میں کہا ہے کہ جنوبی افریقہ کی طرح کینیڈا ملایا اور فجی میں ہندوستانی تجارت میں اپنی لیاقت کی وجہ سے اقتصادی برتری کا مالک ہو گیا ہے۔ اسکی تعلیمی صلاحیت اسے سیاسی مراعات کا بھی حقدار بناتی ہے۔ جس کے لئے ابھی وہاں کی مقامی آبادی تیار نہیں ہے اگر یہ مراعات ہندوستانیوں کو دی جائیں۔ تو وہ بھی اس کا مطالبہ کریں گے

"پوسٹ" کا کہنا کہ "نٹال میں ہندوستان کے متعلق جو فیصلہ کیا جائے گا وہ ساری مملکت میں پھیلے ہوئے ہندوستانیوں کے لئے نمونہ کا کام کرے گا۔ کیپ ٹاؤن کے ابتدائی مذاکرات میں پاکستان ہند جنوب افریقی گول میز کانفرنس کی جو سفارش کی گئی ہے۔ اس سے معتدل امید پسند حلقوں میں پیدا ہو گئی ہے (اسٹار)

ایلومینیم کا سیمیں شہر

لندن ۲۱ر فروری لکڑی کے جال کی طرح نازک لیکن فولاد کی طرح مضبوط۔ ایلومینیم کا بنا ہوا ایک عظیم الشان شہر لندن کے مشہور نمائشی ہال میں بن رہا ہے۔ اس میں نشست گاہیں اور روشیں بھی ہوں گی اور ایک شاندار محراب بھی بنے گا اس کی تعمیر میں ایلومینیم کی ساڑھے آٹھ میل لمبی ٹیوب اور ۲۵ ہزار پینچیں استعمال ہو رہی ہیں۔ تقریباً ۱۲ ٹن ایلومینیم لگایا جا رہا ہے۔ برطانیہ میں ایلومینیم کی فن کاری کی اتنی بڑی نمائش آج تک نہیں ہوئی۔ یہ نمائش بہترین گھر کی اس نمائش کا ایک جزو ہے۔ جو یکم مارچ کو شروع ہو رہی ہے۔ —

سب سے پہلے محراب نظر آئے گی۔ جس کی اونچائی پچھتر فٹ اور چوڑائی ایک سو فٹ ہو گی۔ اس میں دو ٹن ایلومینیم استعمال ہو گا۔ اور یہ ایک ہزار اشخاص کے تقسیم شدہ بوجھ کو اٹھا سکے گی۔ اور اس کے باوجود یہ صرف چار فولادی ستونوں پر کھڑی ہو گی۔ جن میں سے ہر ستون کا قطر صرف ڈیڑھ انچ ہو گا۔ اس کے ساتھ محراب نما نشست گاہیں بنیں گی جن پر نیلی اور سفید چھتریاں بنی ہوں گی۔ یہ سارا شہر تقریباً بیس ہزار مربع فٹ رقبے پر پھیلا ہو گا۔